شیطان زادہ



جسمین ایک عجیب و غریب لڑکے کی حیرت خیز حرکات کا نقشہ کھینچا گیا ہے جسے پڑھ کر خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے۔ شروع سے آخر تک ظرافت مین ڈوبا ہوا ہے

مصنفہ جناب کلام بی اے رکن ادارت ہمدم

جسے بعد اخذ حق تصنیف
مینیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ
نے شائع کیا

قیمت ۸؍

بار اول ۲ ہزار

مطبوعہ ہمدم پریس لکھنؤ

قابل دید کتابین

میلاد نامہ جدیدہ مولوی عبدالرزاق صاحب ندوی نے جدید انداز اور نئی روشنی مین یہ میلاد نامہ مرتب کیا ہو اگرچہ اس موضوع پر ہزار کتابین لکھی جاچکی ہین لیکن یہ کتاب اپنے رنگ مین مخصوص ہو اسمین صرف خوش اعتقادی کی دل خوش کن باتین نہین ہین بلکہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کریم کی ذات والا صفات سراپا رحمت تھی اس کتاب کو پڑھ کر غیر مسلم بھی پڑھ کر مستفید ہو سکتے ہین محفل میلاد کے انعقاد کا اصل مقصد حاصل ہوتا ہے قیمت صرف ۴ر

احرار اسلام الحریت فی الاسلام جسمین نظام حکومت اسلامیہ اور جمہوریہ اسلامیہ کو روشنی مین لایا گیا ہے جمہوریہ اسلامیہ کا جمہوریہ فرانس سے مقابلہ کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ اخوت اور مساوات کا جو نمونہ اسلام نے پیش کیا تھا یورپ باوجود اس تہذیب اور شایستگی کے اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خلفا اور انکے حق انتخاب پر بھی بحث ہے ضمناً انقلاب فرانس کا بھی ذکر آگیا ہے جو بذات خود ایک عجیب تاریخی مضمون ہے جس سے اہلیان یورپ کے ہتکنڈون اور انکے ادعاء مساوات کی قلعی کھل جاتی ہے قیمت ۵ر

مہدی سوڈانی یعنی مجاہد فی سبیل اللہ مہدی سوڈانی کے بابرکت حالات زندگی جنکی بدولت عرصہ تک انگریز سوڈان پر قابض نہو سکے شجاعت و بسالت کے وہ حیرت انگیز کارنامے اس سے ظہور مین آئے کہ متقدمین کا زمانہ یاد آگیا قیمت عہ

پتہ :- صدیق بکڈپو لکھنو


ناول
شیطان زادہ
حسب فرمائش
بیگم صدیق بیگ صاحبہ لکھنؤ
کلام صاحب بی اے نے لکھا
ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین چھپا

بہرام کی رہائی

زندان خانۂ ایران سے بہرام کا فرار ہونا شاہ جرار اور بہرام کی پرلطف ملاقاتین یا شام کی زندگی کے حیرت انگیز واقعات رضیہ بیگم دختر شاہ ایران اور بہرام کی پوشیدگی کی ملاقاتین کشتی مین بہرام کا سوار ہونا اور طلسمی سمندر کے اندر اپنے آتشین قلعہ مین جانا وہان کے طلسمی حالات رضیہ کا محل ہمالیہ کی چوٹی پر رزم بزم کا سین سراغرسانی کا بہترین فسانہ ہے اور لطف یہ ہے کہ اگر دس مرتبہ پڑھیے تو نیا لطف آتا ہے قیمت ۱۲/

پیارا پیارا عاشق

مرزا جلال شہزادۂ دہلی اور جہان آرا بیگم کے عشق و محبت کی داستان اور ایک یورپین لیڈی کی عاقلانہ معاشرت غدر کے حالات محل خانہ کی میٹھی میٹھی باتین قیمت ....

ملنے کا پتہ ! صدیق بکڈپو۔ لکھنو

۷۸۶

شیطان زادہ

باب پہلا

ضلع ناگپور (قصبہ اُمریڑ) کے آس پاس نو دس مواضعات میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ رحمٰن گڈھی کے مالک اور زبردست مالگذار نواب چھنو میاں کے والدین کا گھر خدا نے عرصۂ دراز تک بے چراغ رکھا عین عالم ضعیفی میں جبکہ انسان تمام باتوں سے مایوس ہو جاتا ہے پروردگار کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور کہیں سے پھرتے پھراتے ایک عامل و کامل پیر جی صاحب رحمٰن گڈھی میں وارد ہوئے جن کے کمال کا شہرہ سُنکر نواب چھنو میاں کے والدین کو بھی بمقتضائے "صاحب الغرض مجنون" پیر جی صاحب سے شرف ارادت حاصل کرنے کا اشتیاق ہوا۔ پیر صاحب کو اپنے یہاں مدعو کر کے دو چار ہفتہ خوب حلوے مانڈے کا خون کرایا گیا اور بعد ازاں اپنی لاولدی کا

رونا روکر ایک جیتے جاگتے بچے کے پیدا ہونے کی التجا کی گئی۔ پیر صاحب نے دوا دارو، جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے کے ذریعہ بیگم صاحبہ کا علاج کیا اور خدا نے نو ماہ بعد ساعت سعید مین نواب صاحب کے گھر کا چراغ روشن کیا اور نواب چھٹو میان کتم عدم سے عالم وجود مین آداخل ہوے۔ اور پیر جی صاحب نے دولت دنیا سے بے نیاز ہوکر گھر کا راستہ پکڑا۔

گھر بھر تو کیا خاندان بھر مین بھی ایک دو بالشت کا بچہ تھا جس کو دیکھکر والدین کی آنکھون مین نور، دل مین سرور پیدا ہوتا تھا۔ کئی کئی اناٸین اور کھلائیان رکھی گئین۔ بیسیون دائین خدمت کے لیے موجود ہوگئین اور اللہ آمین کے سایہ مین پلی ہوئی اس لاڈلی اولاد نے ہوش سنبھالا۔

گھر مین خدا کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا۔ کسی بات کی کمی نہ تھی دل مین خیال بعد مین آتا تھا اور چیز پہلے موجود ہو جاتی تھی۔ لکھنے پڑھنے کی طرف سے بے نیازی تھی۔ اے ہان! کوئی دفتر مین نوکری کرنا تھی جو لکھتے لکھتے انگلیان توڑنے اور پڑھتے پڑھتے آنکھین پھوڑنے کی ضرورت پڑتی۔ ہر شخص کی زبان پر صرف ایک دعا تھی۔ اور وہ یہ کہ جیتا رہے۔ مان باپ کا اکلوتا بچہ ہے۔ گاؤن گراؤن خدا نے سب کچھ دیا ہے۔ بڑا ہوکر خود سنبھل جائیگا۔

الغرض نواب زادہ کا اٹھان اور پرورش اسی طرح ہوئی جیسے اکثر لاڈلے امیر زادون کی ہوا کرتی ہے۔ دن بھر سواے کھیل کود کے اور کوئی کام نہ تھا۔ مزاج مین بال ہٹ بھی ضرورت سے

زیادہ تھی - اور تند مزاجی اور زود رنجی کی تو یہ کیفیت تھی کہ ہر وقت ناک پر غصہ دھرا رہتا تھا - محلہ کا کوئی لڑکا ایسا نہ تھا جو ان کی زدوکوب سے بچ رہا ہو -

محلہ کی مائین جن کے بچے نواب زادہ کے ہاتھون رات دن پٹتے تھے اکثر کہا کرتی تھین کہ یہ نواب زادہ نہین شیطان زادہ ہے - اور اس کی مدد پر وسواس اور خناس شیطان کے دونون بھائی ہر وقت موجود رہتے ہین - رفتہ رفتہ یہ خیال قریب وجوار کے دیہات مین بھی پیدا ہو گیا اور گاؤن کے تمام آدمی نواب چھنو میان کو پیٹھ پیچھے شیطان زادہ کہنے لگے -

ابھی ننھے نواب کی عمر صرف ایک سال اور تین ماہ کی ہی تھی کہ اُس نے دودھ پیتے پیتے اپنی ماں کی چھاتی مین اس زور سے کاٹا کہ زخم ہو گیا - دانتون کا زہر چڑھ گیا وہ بیچاری نواب زادہ کی جان کو دعا دیتی ہوئی راہی ملک بقا ہوئی - تمام بڑی بوڑھیون کا خیال تھا کہ دانتون کا زخم بیگم کی چھاتی مین کچھ زیادہ بڑا نہ تھا - لیکن بچہ کے شیطانی اثر سے زہر پھیل گیا اور وہ شیطان کو بھینٹ چڑھا دی گئی -

اس خیال کو اس بات سے اور بھی تقویت ہو گئی تھی کہ نواب نہ وہ کبھی اپنی والدہ مرحومہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کو نہین جاتا تھا - اور ایک مرتبہ جب بڑے نواب نے اُسکو ساتھ لیا تو اس نے را - من - تک کے کنارے سے کوئی تلخ بدمزہ شیطانی بوٹی توڑ لی تھی اور اُسکو مُنھ مین ڈالکر خوب چبایا تھا اور اپنی ماں کی قبر پر پہونچکر تھوک دیا تھا -

پرانی انائین کہا کرتی تھین کہ صاحبزادہ کو بچپن مین اُلّو اور کوے پالنے کا بہت شوق تھا۔ نجومی کہتے تھے کہ جب نواب زادہ پیدا ہوا تھا تو ہم نے اُسکا جنم پترہ بنایا تھا۔ چھوٹے نواب کی پیدائش "قران النحسین" کے وقت ہوئی تھی یعنی جبوقت سیارہ زحل اور سیارہ مریخ دونون ایک برج مین تھے گویا نواب چھنو میان تھے تو صاحبقران لیکن بخاصیت معکوس۔

قصبہ کے حکیم اور وید کہتے تھے کہ نواب زادہ کے خون مین شیطانی اثر ہے جب وہ پانچ سال کے تھے تو اُن کو ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا کوئی معمولی شخص ہوتا تو وہ کتے کی طرح بھونکتا ضرور مرجاتا لیکن نواب اچھا خاصہ اور ہٹا کٹا بنا رہا لہذا اُس پر ضرور کوئی شیطانی اثر ہے

ساتھ کھیلتے ہوئے لڑکے بیان کیا کرتے تھے کہ جب نواب زادہ کی عمر صرف چھ سال کی تھی تو وہ کبھی غیر معمولی قوت سے کام لیکر کالے سانپ کو پکڑ لیا کرتے تھے۔ اور سانپ بچھو کے کاٹے کا اُسپر قطعی اثر نہ ہوتا۔ یہ بھی گویا نواب زادہ کی حقیقت شیطانی کا ایک معقول ثبوت تھا۔

نو برس کی عمر مین نواب زادہ کی آنکھین اسقدر تیز نظر اور پُر اثر تھین کہ وہ ایک نگاہ غلط انداز ڈالکر چلتے آدمی کو تو کیا چلتے جانور کو کھڑا کر لیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ گاؤن کے سانڈ بیل کو جو بہت مرکھا ہوگیا تھا اور کسی سے نہین ڈرتا تھا۔ نواب زادہ نے صرف ایک نظر دیکھکر رام کرلیا تھا۔ علاوہ ازین جس کی طرف نواب چھنو میان کبھی نگاہ قہر سے دیکھ لیتا تھا وہ ہرگز جانبر نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ نواب زادہ مذکور نے ہرلی گڈریہ کے ریوڑ پر نگاہ قہر ڈالی تھی تو چند روز کے اندر تمام

بھیڑیان اور بکریان ایک ایک کرکے مرگئی تھین - یہ نواب چھنو میان کی شیطان زادگی کا زبردست ثبوت تھا -

بارہ برس کی عمر مین اُس نے کسی بات پر ناراض ہوکر کسانون کو بد دعا دی تھی تو ایک خوفناک ٹڈی دل آکر تمام کھیتی چاٹ گیا تھی - کانورام اور نیلکنھ راؤ لودی کی تمام کھیتی خاک سیاہ ہوگئی تھی -

الغرض تمام قصبہ اور قرب وجوار کا بچہ بچہ یہی کہتا تھا کہ چھنو میان شیطان زادہ ہے لیکن نوجوان لڑکیون اور عورتون کا کچھ اور خیال تھا - وہ کہتی تھین کہ نوجوان نواب زادہ ایک خوبصورت سانپ ہے - جسکی آنکھون مین موہنی اور صورت مین مقناطیسی کشش ہے - اور کوئی عورت ایک نظر دیکھکر اُسپر عاشق ہوئے بغیر نہین رہ سکتی اور واقعی ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے ہین کہ صدہا عورتین نوابزادہ کے فراق مین رات بھر کروٹین بدلتی تھین اور قصبے کی کئی خوبصورت لڑکیان تو کنوئین مین گرکر اُس کے عشق مین جان پر کھیل گئی تھین -

اس واقعہ کو بھی نواب زادہ کی خلقت شیطانی پر محمول کیا جاتا تھا - اور جب نواب زادہ اپنے دیہات مین دورہ کرنے جاتا تھا تو مائین اپنی نوجوان لڑکیون کو دھمکا کر گھر سے باہر نہین نکلنے دیتی تھین - وہ جانتی تھین کہ نواب زادہ پہ نوجوان لڑکی کی نظر پڑنا اور اسکا خراب ہونا لازم وملزوم ہین - لیکن ہم یہ بات ضرور کہین گے کہ بدچلنی کا لپکا نواب زادہ مین ایسا نہین تھا جیسا آجکل کے امیرزادون مین ہوتا ہے - اگرچہ عورتون کے دلون مین نواب زادہ کی خلقت شیطانی کا کچھ اسقدر زبردست اثر تھا کہ کوئی لڑکی اور کوئی عورت ڈر کے مارے

اُس کے کہنے سے باہر نہ ہو سکتی تھی -

چوبیس سال کی عمر مین نواب زادہ اپنے والد بزرگوار کو بھی ڈکار گیا لوگون کا خیال تھا کہ نواب زادہ کی رگ شیطنت جو متحرک ہوئی تو اپنے چاہنے والے باپ کو بھی زہر دیدیا - اور دلیل یہ تھی کہ چونکہ اُس نے بچپن مین اپنی مان کو زہر سے مارا تھا اس لیے اس نے ضرور بالضرور اپنے باپ کو زہر سے مارا ہوگا. اس دلیل کو اس واقعہ سے اور بھی زیادہ تقویت ہوئی تھی کہ مان اور باپ دونون مین مرض الموت کی علامتین یکسان تھین - اس لیے لوگون کو یقین ہوگیا تھا کہ نواب زادہ نے ضرور بالضرور اپنے باپ کو شیطان کی بھینٹ چڑھایا ہے - بڑے نواب کی "مشتبہ موت" سے تمام رعایا اور قصبہ کے لوگون کا غصہ اور نفرت اس درجہ کو پہونچ گئی تھی کہ اگر نواب زادہ نودس مواضعات اور رحمن گڈھی کا مالک نہ ہوتا یا سرکاری پولیس کی دارو گیر کا خوف نہ ہوتا تو لوگ ضرور شیطان زادہ کو پکڑ کر زندہ جلا دیتے -

یہ تو نا ممکن ہے کہ اس
کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

کی اطلاع نواب زادہ کو نہ پہونچی ہو - بُری بات کے ہمیشہ پر لگ جاتے ہین اور وہ ہزارون کوس کے فاصلہ سے اُڑ کر پہونچ جاتی ہے پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ بستی کے لوگون کی چہ میگوئیان اور خیالات نواب چھنو میان کو معلوم نہ ہوتے - خصوصًا جبکہ تمام قرب وجوار کے دیہات مین ان باتون کا چرچا ہو رہا ہے - اول اول تو نواب زادہ لوگون کی یہ بیہودہ باتین سنکر ہنسا لیکن جب چرچا زیادہ ہونے لگا تو اُس کے مزاج کے مقیاس الحرارت کا پارہ اوپر چڑھ گیا - اور اُس نے کسانون اور بستی والون کی بیوقوفی کو نفرت و حقارت سے

دیکھنا شروع کیا۔ لیکن اُس نے لوگون کے خیال کی تردید کرنے کی کوئی
کوشش نہ کی۔
بہرحال خواہ نواب زادہ لوگون کے توہم اور حماقت آمیز خیالات
کو بری نگاہ سے دیکھتا ہو لیکن اُس پر اُن باتون کا اثر پڑے بغیر نہ رہا
اور رفتہ رفتہ خود نواب زادہ کے دل مین یہ یقین پیدا ہونے لگا کہ
کہ اس مین واقعی کچھ نہ کچھ غیر معمولی طاقتین ضرور ہین۔ اُس کی آنکھون
مین ضرور موہنی ہے اور لوگ اُس کو شیطان زادہ کہنے مین ضرور
کسی قدر حق بجانب ہین۔
دل مین یہ خیال پیدا ہوتے ہی اُس کی اندرونی مستور قوتون نے نشوونما
پانی شروع کردی اور کہتے ہین کہ بتدریج اُس کی نگاہ مین واقعی ایک
ایسی زبردست قوت پیدا ہوئی کہ ایک مرتبہ سہنونت راؤ پانڈے نے
اُسکو کسی بات پر برا بھلا کہا تو نواب زادہ نے اُسکو ایسی نگاہ قہر سے
دیکھا کہ وہ اس سے متاثر ہوکر خاموش ہوگیا۔ اپنے گھر جاکر چارپائی پر لیٹ گیا
اور فوراً جان بحق تسلیم ہوگیا
لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ اکثر اوقات نواب زادہ اپنی غیر معمولی
قوتون کے عجیب کرشمے دکھایا کرتا تھا۔ یعنی وہ کسی بھولے بھالے
کسان کی پگڑی پکڑ کر کھینچتا تھا اور اُسمین سے روپیہ نکال کر لوگون کو دکھادیتا
تھا کبھی کبھی وہ ایک روپیہ کے دو اور دو کے چار بلکہ دس روپیہ تک
بناکر دکھادیتا تھا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ نواب زادہ نے ہوا مین خالی
ہاتھ مارا اور اُس کی مٹھی مین روپیہ آگئے۔ ایک مرتبہ کسی دردیش گر
فقیر کی جھولی مین سے جو خالی بتائی گئی تھی نواب زادہ نے ہرن کے

کباب برآمد کر دیے تھے۔ الغرض نواب چھنو میاں کی ان شعبدہ بازیون سے بھولے بھالے دیہاتیون کو یقین کامل ہو گیا کہ اُس کی خلقت ضرور شیطانی ہے اور اُس کے قبضہ مین کوئی جن یا مؤکل ضرور ہے۔ اور اس یقین سے نواب زادہ کا بہت بڑا فائدہ ہوتا تھا۔ کیونکہ تحصیل مالگذاری مین لوگ کبھی چنان چنین نہین کرتے تھے اور نہ کبھی نواب زادہ کے مطالبات کو ٹالتے تھے۔

آس پاس کے تمام دیہات نواب زادہ کے نام سے کانپتے تھے اور رحمن گڑھی کا تو کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اُسکا نام سنکر تھرا نہ جاتا ہو حلقہ کا تھانیدار، شفاخانہ کا ڈاکٹر، محکمہ جنگلات کا منیجر، تحصیل کا تمام عملہ نواب زادہ سے مرعوب تھا۔ اور لوگون کا عام خیال یہ تھا کہ چھنو میان کو سرکار کی طرف سے سات خون معاف ہین۔ جن مین سے تین خون تو وہ کر چکے ہین اور چار خون ابھی کرنے باقی ہین۔

یہان تک تو ہم نواب زادہ چھنو میان عرف "شیطان زادہ" کی مختصر سوانح عمری اور اُن کی نسبت لوگون کے خیالات و توہمات بیان کر چکے ہین۔ لیکن آیندہ ابواب مین ہم وہ واقعات بھی بیان کرین گے کہ نواب زادہ مذکور نے کیونکر تسخیر ہمزاد کی اور کیونکر اُس کی خدمت کے لیے ایک مؤکل آمادہ ہوا اور نواب زادہ کے ساتھ اُس نے کیا سلوک کیا۔ ناظرین کرام ذرا غور سے ملاحظہ فرمائین اور محظوظ ہون۔

بابؔ دوسرا

جادوگر

نواب زادہ چھنّو میاں کی عمر کا اٹھائیسوان سال تھا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ رحمن گڑھی کا رہنے والا ایک شخص جو اپنی بیوی بچون کے مرجانے سے تارک الدنیا ہوکر عرصۂ دراز سے باہر چلا گیا تھا۔ بعد ادائے فریضۂ حج وسیر وسیاحت ممالک مدرستہ العلوم دیوبند سے دستار فضیلات حاصل کرکے اپنے وطن کو واپس آیا۔ اپنے مکان کو جو عرصۂ دراز سے بغیر مرمت پڑا ہوا تھا درست کراکے زندگی کے آخری دن گذارنے لگا۔ جب یہ شخص وطن سے نکلا تھا تو عام لوگون جیسے کپڑے پہنتا تھا لیکن اب جو وہ مدت دراز کے بعد واپس آیا تو اُس کے لباس مین بھی مولویت آگئی تھی اور اُس کی رفتار وگفتار سے بھی مُلاّ پن ٹپکتا تھا۔ یہ شخص اکثر پنجابی فیشن کا لباس پہنتا تھا۔ جسوقت یہ شخص آیا تو اُسکا تمام سامان ایک مریل ٹٹو پرلدا ہوا تھا۔ بعدمین لوگون کو معلوم ہوا کہ سامان مین زیادہ تر حصہ مختلف قسم کی کتابون کا تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ کتابون کا پڑھنا اور رکھنا مولوی ملاؤن اور پنڈت سیانون کا کام ہے اگر کوئی کتابین پڑھ لیتا ہے تو وہ ضرور بالضرور

مولوی یا ملا بن جاتا ہے اور چونکہ واپس شدہ شخص کے بال بچے کچھ نہ تھے اس لیے لوگون کا خیال تھا کہ اسقدر کتابون کا ساتھ رکھنا کسی نیک نیت سے ہرگز نہیں ہو سکتا لہذا لازمی بات ہو کہ وہ ضرور جادو ٹونے کرتا ہوگا اور اُس کے تعلقات شیطانی (جنون) اور موکلون سے ضرور ہون گے۔

اس بوڑھے شخص نے گھر آکر ایک بدعت شروع کی تھی اور وہ یہ کہ اُس نے اپنے چھوٹے سے کھیت مین رہٹ لگا یا تھا جو بیلون کے چلانے سے خود بخود پانی بھرتا اور آبپاشی کرتا تھا - ان لوگون کے نزدیک یہ کل چونکہ بدعت تھی اس لیئے ضرور شیطانی تھی

اس پر اُس بوڑھے حاجی کو لوگون نے ایک شب جبکہ خوب چاندنی چھٹکی ہوئی تھی تمام رات بیٹھے دیکھا تمام بستی والون کا خیال تھا کہ بوڑھے آوارہ گرد نے تمام رات اگیا بتیال اور بھوت جلائے اور رات بھر منتر پڑھے ہین۔

اسکے علاوہ کئی بار یہ اتفاق ہوا تھا کہ کسانون نے آتے جاتے بوڑھے حاجی کو جسے وہ مشتبہ نظر سے دیکھتے تھے - اپنی بیاض مین عجیب وغریب حروف نقوش، اور نشانات بناتے دیکھا تھا - تمام بستی بوڑھے غریب کو جادوگر خیال کرنے لگی تھی

ل رہٹ آبپاشی کے لیے شمالی ہند مین ایک چرخ دار کل ہوتی ہے اسکے ایک چرخ پر بہت سی گلی یا آہنی ظروف رسی یا زنجیر مین بندھے ہوئے جڑے ہوتے ہین اس کل کو بیلون کے ذریعہ چلائے تو برتنون مین پانی خودبخود آتا اور گرتا جاتا ہے۔ انگریزی مین اسکو پرشین وھیل کہتے ہین۔

علاوہ ازین اس بوڑھے حاجی نے لوگون کے سامنے کئی بار کفر کے کلمے سے کہے تھے۔ حالانکہ دیکھتی آنکھون زمین چپٹی ہے لیکن وہ اسکو گول بتلاتا تھا پھر اسپر ستم تھا کہ وہ آسمان کو نہین بلکہ زمین کو مغرب سے مشرق کیطرف گردش کرتے بتاتا تھا۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ زمین گول ہو۔ وہ مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرے اور زمین کے رہنے والون کو نہ معلوم ہو۔ یہ بھی ممکن نہین ہوسکتا کہ جب گردش کرتے ہوے زمین کا زیرین حصہ اوپر آجائے تو سطح زمین کی تمام چیزین گر نہ پڑین۔ یا آدمیون کے سر نیچے اور پاؤن اوپر نہ ہو جاہین۔ یہ کفر کی باتین قطعی ناقابل معافی تھین۔

سب سے بڑا کفریہ تھا کہ یہ بوڑھا حاجی بزرگون کے خیالات اور اقوال کو جھٹلاتا تھا آجتک تمام بڑے بوڑھے یہ کہتے چلے آئے تھے کہ زمین چپٹی ہے۔ وہ ایک زبردست بیل کے سینگون پر دھری ہوئی ہے جسکو "گاؤ زمین" کہتے ہین اور وہ بیل ایک بڑی مچھلی کی پشت پر کھڑا ہے جسے "سمک" کہتے ہین مچھلی پانی پر اور پانی ہوا پر قائم ہے۔ لیکن بوڑھا جادوگر غضب کرتا ہے کہ ان تمام باتون کو جھٹلاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ زمین گول ہو آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے۔ گیند کی طرح مغرب سے مشرق کیطرف گھومتی رہتی ہے جس سے رات اور دن پیدا ہوتے ہین۔ ایک ہی ساتھ زمین دو گردشین کرتی ہے۔ ایک محوری اور دوسری فلکی جس سے موسم رونما ہوتے ہین۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ زمین دو طرح سے گھومے اور زمین کے رہنے والون کو ایک طرح بھی نظر نہ آئے۔ زمین کو کیا غرض پڑی ہے جو وہ سورج کے گرد چکر لگائے۔ چاند سورج جو زمین کے گرد گھومتے نظر آتے ہین۔ مسجد کے بڑے ملا دوہاب شاہ فرماتے ہین۔

کہ قال اللہ تعالی۔ وجعلنا الارض بساطاً؛
یعنی ہم نے زمین کو فرش بنایا۔ بھلا خدا سے زیادہ سچا اور کون ہو سکتا ہے۔ یہ بوڑھا حاجی جھوٹا ہے بلکہ کافر ہے اسکا قتل جائز ہے۔ اسکا خون معاف ہے یہ شخص اگر بستی مین کچھ دن اور رہجائیگا تو تمام آدمیون کے عقائد خراب ہو جائینگے خدا کی پناہ! کمبخت کا فرا کفر ہے اس نے سمک کو طاق مین اور گاؤ زمین کو گوشہ مین رکھدیا

اس قسم کے خیالات سے لوگون کے دلون مین بوڑھے فارغ التحصیل حاجی کی طرف سے نفرت وحقارت کے جذبات پیدا ہونے لگے۔ اور وہ سحر ساحری کے الزام کبھی کے اُسکو قتل کرڈالتے اگر خود نواب چھنو میاں کی نسبت جادوگر ہونے کا لوگون کو خیال نہ ہوتا۔

اسی خیال سے لوگ بوڑھے حاجی کو قتل کرنے سے باز رہے لیکن وہ اُس کی صورت سے بیزار تھے سوچتے تھے لوگون کے دل مین خیال مین آیا کہ ع

شود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن

نواب چھنو میاں خود شیطان زادہ ہین وہ اس شخص کی موجودگی اپنے مقابلہ مین ہرگز پسند نہ کرینگے اس لیے بہتر ہے کہ بوڑھے حاجی کا معاملہ انسے رجوع کیا جائے۔ الغرض بہت کچھ سوچ بچار کے بعد لوگون مین یہ قرار پایا کہ بوڑھے حاجی کے خلاف ایک عرضی سب آدمی کے دستخط سے مرتب کرکے نواب زادہ چھنو میاں کے یہان پیش کی جائے

یہ طے پاتے ہی ایک بہت بڑا محضرنامہ مرتب کیا گیا جس پر تمام بستی والون نے دستخط کیئے یا انگوٹھے کا نشان بنایا اور یہ عرضداشت

نواب زادہ کے حضور مین پیش کی گئی۔

الغرض ایک رات کو جبکہ ستارے جگمگا رہے تھے۔ بوڑھے حاجی کو نواب زادہ کے حکم سے گرفتار کرلیا گیا کیونکہ وہ ایک شیطانی کل (آلہ دور بین) سے آسمانی موکلون کو دیکھ رہا تھا۔ اور ایک کتاب مین اپنے مشاہدات درج کرتا جاتا تھا یہ کتاب بھی بحق سرکار ضبط کرلی گئی۔

گھر مین جسقدر کتابین اور کاغذات دستیاب ہوئے وہ بھی لے لیے گئے۔ ان مین سے بعض کتابین غیر معلوم و غیر معروف خط مین لکھی ہوئی تھین یہ تمام چیزین نواب زادہ کے سامنے پیش کردی گئین جو اسوقت عدالت کر رہے تھے۔

جس کتاب مین بوڑھا حاجی اپنے مشاہدات درج کر رہا تھا اُس مین یہ نشانات دیکھے گئے چند نقوش اور علامات حسب ذیل طرز کی تھین۔

ᘓ , ᗰ , ⊂⊃ , ٧ , ᘎ

انکے علاوہ اور بہت سی تحریرین ایسی تھین جو کسی کی سمجھ مین نہین آسکتی تھین ایک کتاب اور تھی جسپر مختلف قسم کی شکلین بنی ہوئی تھین۔ یہ شکلین بھی حاضرین کی رسائی فہم سے باہر تھین۔

الغرض ان کتابون کے رسم الخط، کاغذات کے نقوش و علامات اور شکلون سے عدالت اور حاضرین کو کامل یقین ہو گیا کہ بوڑھے حاجی کا تعلق ضرور بالضرور شیطان سے ہے۔ اور وہ جادوگر ہے۔

عربی و فارسی کی جسقدر کتابین تھین اُنکو نہ پڑھ سکا نہ سمجھ سکا نواب زادہ

چھٹو میان تو خدا کے فضل سے علم و فضل اور لکھنے پڑھنے سے کورے ہی تھے - صرف لوگون کے کہنے سننے سے ذراسی حرف شناسی حاصل کر لی تھی - چنانچہ اپنے علم و فضل کا رعب جمانے کے لیے بہت کچھ دیکھ بھال کی اور بہت کچھ زور مارا کہین خاک سمجھ مین نہ آیا -

بستی کی بڑی مسجد کے ملا "بو بک شاہ" کو طلب کیا گیا اور تمام کتابین اور کاغذات دکھائے گئے - ان حضرت کے علم و فضل کا بڑا شہرہ تھا - اور لوگ انکو اپنے عہد کا افلاطون اور بقراط سمجھتے تھے - شیخ الرئیس بو علی سینا کو اُنکے سامنے طفل مکتب جانتے تھے - مولانا بخاری صاحب نے یا مولانا معشوق علی سہارنپوری نے شطرنجی پورہ ناگپور کی مسجد مین جسقدر وعظ فرماتے تھے وہ سب اِن کو معہ لب و لہجہ کے ازبر تھے حکیم مظفر حسین سبزواری سے علم طب اور سیٹھ فضل حق مالک گلزار ہوٹل انواری بازار سے آداب مجلس اور صوفی مولا تاجپوری سے مدارج تصوف بزعم خود حاصل کر چکے تھے - آپ نے انگریزی کونین کو ناپاک قرار دیکر رد کر دیا اور اُس کے بجائے فضلی بخار مین نیم کی لبنیٹھی ہواکر پلوایا کرتے تھے اور اُسکا نام "عرق اکسیر بخار بوچکی" رکھا تھا - آپ عامل بھی بہت بڑے تھے بچون کی جھاڑ پھونک اور نوجوان عورتون کے لیے گنڈے تعویذ بہت لکھتے تھے - جب سے آپ بستی مین رونق افروز ہوئے آس پاس کے بھوتون نے آپ کی بزرگی کے خیال سے ڈیرا بسیرا چھوڑ دیا تھا -

الغرض ملا صاحب نے موقع پر آتے ہی موٹی موٹی تالون کی ایک دقیانوسی عینک نکالی جسمین ایک میلا کچیلا ڈورا بھی بندھا تھا - چار آنکھین کرنے کے بعد آپ نے ادھر اُدھر سے تمام کتابون اور

کاغذات کا بغور معائنہ فرمایا لیکن سمجھ میں نہ آنا تھیں نہ آئیں۔ ملا صاحب دل میں تو بہت خفیف ہوئے لیکن اپنی ہمہ دانی کے خوف سے بات بنا کر بولے۔

بالان بویک۔ میں نے بچپن میں ان زبانوں کی کتابیں بہت پڑھی تھیں۔ اب ان کا رواج نہیں رہا۔ یہ سریانی اور عبرانی زبان کی کتابیں ہیں کہیں کہیں کوئی لفظ عربی رسم الخط میں لاطینی اور یونانی کا بھی لکھا ہے۔ آپ ان آپ ان کتابوں کو فوراً تلف کرا دیجیے۔ کیونکہ پچھلے زمانہ میں تمام شیطانی کتابیں سریانی اور عبرانی زبان میں لکھی جاتی تھیں۔ میں اپنے قول کی سند۔ فسانہ عجائب گلشن جانفزا۔ داستان امیر حمزہ جلد ر طلسم ہوش ربا سے دیتا ہوں جو حضرات لکھنؤ کی تحریر کردہ ہیں اور جن میں سحر و ساحری سے تمام رموز منکشف کرا دیے گئے ہیں"

اس کے بعد ایک اور کتاب کھولی گئی جس پر عربی حروف میں کتاب کا نام

الکتاب الجبر والمقابلہ

تحریر تھا۔ اسکے ورق اٹھائے گئے اور ادھر ادھر سے پڑھا گیا۔ ایک صفحہ پر لکھا ہوا تھا کہ

"ایک روپیہ کو دو روپیہ ثابت کرنا"

روپیہ کا معاملہ تھا اور وہ بھی ڈبل رقم لہذا وزرا طبیعت کا تمام زور ڈالکر اس ورق کو پڑھا گیا"

فرض کرو ہمارے پاس ایک روپیہ ہے جسکا نام ہم ~~x~~ رکھتے ہیں اب چونکہ از روئے قاعدہ

$$x^2 - x^2 = x^2 - x^2$$

$$x(x - x) = (x - x)(x + x)$$ یا

لہذا طرفین کو $(x - x)$ سے تقسیم کرنیکے بعد حاصل ہوا۔

$$x = (x + x)$$

یا $x = 2x$

یعنی ایک روپیہ برابر ہے دو روپیہ کے

نواب زادہ اور بو یک شاہ کے نزدیک اس سے زیادہ ثبوت سحر ساحری کا اور کیا ہو سکتا تھا لہذا فوراً یقین کر لیا گیا کہ بوڑھا حاجی لازمی طور پہ جادوگر ہے۔

اس کے بعد اور کتاب کھولی گئی جسپر موٹے حروف میں کتاب کا نام

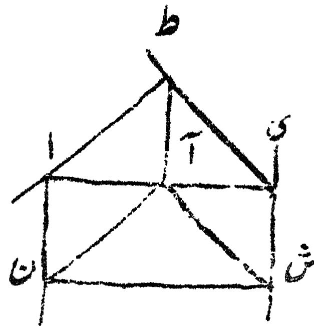
کتاب اقلیدس مقالہ اول

درج تھا اس کتاب کی ورق گردانی کی جارہی تھی تو دفعتاً ایک شکل نظر پڑی جو معہ عبارت حسب ذیل تھی۔

دعویٰ

ہر قائمۃ الاضلاع شکل کے اندرونی زاویوں کا مجموعہ معہ چار زاویہ قائمہ کے اس شکل کے اضلاع کی مجموعی تعداد سے دوگنے زاویہ ہائے قائمہ کے برابر ہوتا ہے

شکل



اس کے بعد اور بھی بہت سی عبارت تھی جس کو نظر انداز کر دیا گیا
لیکن جب شکل کے حروف پر نظر پڑی تو تمام عدالت میں غل مچ گیا اور
سب نے حروف ملا کر دیکھا تو

ش ی ط ان = شیطان

نکلا۔ شکل کے بیچ میں الف ممدودہ موجود ہے۔ اس کو بھی
دیگر حروف سے پہلے شامل کر کے پڑھا گیا تو صاف طور پر

آشیطان

بن گیا اب تمام عدالت کو یقین ہو گیا کہ یہ بوڑھا مردود کافر
الکفر ہے۔ اور اسکا تعلق ضرور شیطان سے اور یہ شیطان کی تسخیر کا عامل ہے

اب عدالت مین پیش کرنے کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہ تھی۔ بوڑھے کا فرکی "شیطینت"، کی کافی دیس موجود تھی۔

بوڑھے بیچارے نے ہر چند ہائے واویلا کی لیکن نواب زادہ کب سننے والا تھا اُس نے ایک نہ سُنی۔ عدالت نے فیصلہ مرتب کیا اور نواب شاہ کاشورہ لے کر سنایا۔

نواب زادہ - جاؤ اس بوڑھے خبیث کو دریا پر لیجاؤ۔ لیکن اُسی جگہ جہاں پانی خوب گہرا ہو۔ اُس کو پانی مین پھینکدو۔ اگرچہ یہ اچھی طرح تیرے گا اور جان بچا لیگا تو سمجھ لینا کہ یہ جادوگر ہے اور اسکا تعلق شیطان سے ضرور ہے لیکن اگر یہ ڈوب گیا تو مان لینا کہ نیک مرد مسلمان تھا۔ خدا اسکی مغفرت کرے۔

العرض بوڑھے حاجی کو لوگ ع۔

پا بدستے دگرے دست بدستے دگرے

دریا پر لے گئے اور گہرے پانی مین پھینکدیا۔ اُس ضعیف ونا توان مین اتنی جان کہان تھی کہ وہ ہاتھ پاؤن مار کر نکل آتا۔ پانی مین بیٹھ گیا اور جان بحق تسلیم ہوا۔ جلاد دن نے آکر نواب زادہ کو اطلاع دی۔

جلاد - خداوند کہین غریب بڈھے کا فیصل غلط تو نہین ہوا!

نواب زادہ - نہین ہرگز نہین۔ وہ پانی مین نیچے ہی نیچے کہین نکل گیا ہوگا"

اس قول فیصل نے ہر شخص کا اطمینان کرادیا اور سب آدمی خوشی خوشی اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے۔ نواب زادہ کا یہ فیصلہ مدتون قرب وجوار مین مشہور رہا۔

باب ۳ تیسرا

تسخیر شیطان

کچہری برخاست ہونے کے بعد نواب زادہ نے تھوڑی دیر آرام کیا اور تیسرے پہر کو اِدھر اُدھر کی سیر کی۔ رات کو ہرن کے کباب اور مرغ پلاؤ اور قورمہ خوب سیر ہو کر کھایا اور پانچ چھ جام شراب ناب کے چڑھائے ان جملہ ضروریات سے فراغت پا کر وہ اپنے کمرہ مین بیٹھا ہی تھا کہ معًا شیطان والی طلسمی کتاب کا خیال آگیا۔ فورًا طلب کی گئی اور ایک خوبصورت فانوس کی روشنی مین کتاب کھول کر اُسکا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

اول تو بہت دیر تک اُس شکل شیطانی پر غور کیا۔ کبھی دعوی پڑھا کبھی ثبوت لیکن کچھ سمجھ مین نہ آیا۔ بالآخر دل مین یہ خیال پوری طرح جاگزین ہو گیا کہ ہو نہو یہ ضرور تسخیر شیطان ہے کیونکہ یہ شکل طلسمی پھر صاف لفظوں مین "شیطان" لکھا ہوا ہے۔

اس خیال کے آتے ہی دل مین شوق پیدا ہو کہ جس طرح ہو سکے شیطان کی ضرور زیارت کرنی چاہیئے۔ نواب زادہ ہمیشہ سے باہمت اور نڈر آدمی تھا۔ خوف و دہشت اُس کے محل مین بھی نہ بستی تھی دوسرے اُس نے اُسوقت دختر رز کے بھی چند بوسے لے رکھے تھے جسکی وجہ سے جرأت مین اور بھی زیادہ اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ اونسے تہیہ کر لیا کہ ہرچہ باداباد شیطان کو ضرور بلا کر دیکھنا چاہیئے۔

نواب زادہ نے گھنٹی بجائی ۔ فوراً ایک خادم حاضر ہوا ۔ حکم دیا گیا ۔

نواب زادہ ۔ اسی وقت ایک کوئلہ لاؤ ۔

کوئلہ لایا گیا جسکو لیکر نواب زادہ نے میز پر رکھدیا ۔ اور پھر خادم کو حسب ذیل حکم دیا :۔

نواب زادہ :۔ دیکھو ! ہمارے کمرہ میں خواہ کتنا ہی شور و غل ہو ۔ خواہ کتنی ہی بھیانک صورتیں نظر آئیں لیکن کوئی شخص اندر آنے کی جرأت نہ کرے ۔

خادم "بہت اچھا" کہکر باہر چلا گیا ۔ اس کے بعد نواب زادہ نے پوری احتیاط کے ساتھ کواڑ بند کیے اور کوئلہ اور کتاب ہاتھ میں لیکر دیوار پر ویسی ہی شکل کھینچی جیسی کتاب میں درج تھی ۔ اور اسی طرح اور وہی حروف تمام ضروری مقامات پر لکھے جیسے اصل کتاب میں تھے ۔

اس کارروائی کے بعد نواب زادہ کتاب ہاتھ میں لیکر شکل کے سامنے کھڑا ہوا اور جس بھلی بری طرح کتاب کا دعوی اور بخوت وغیرہ پڑھا گیا اُسکو کئی بار پڑھا ۔ اسکو یقین تھا کہ چونکہ کتاب کا صفحہ ۴۰ ہے اس لیے چالیس بار پڑھنے سے ضرور مقصد حاصل ہو جائیگا ۔

الغرض نواب زادہ نے قرأت کا شمار کرنے کی غرض سے ہر قرأت کے بعد پورے طور پر لکیر کھینچنی شروع کی ۔ اور جب چالیس لکیریں پوری ہو گئیں تو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پکارا :۔

"آشیطان ! آشیطان !!

نواب زادہ :۔ آشیطان !

ایک آواز (عقب سے): - حاضر!

آواز سنتے ہی نواب صاحب نے فوراً مڑ کے دیکھا - تو ایک پیکر انسانی نظر آیا جس کو دیکھتے ہی ان کی گردن جھک گئی - نواب صاحب نے اپنی آنکھیں ملیں - اور پھر دیکھا لیکن وہی شکل موجود تھی - نواب صاحب بیحد سٹ پٹائے جس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اپنی کرسی پر اپنی ہی شکل وشباہت کا ایک دوسرا شخص بیٹھا دیکھا -

نواب صاحب - کیا تم ہی شیطان ہو؟

شیطان - جی ہاں! ع

سارے صورت جناب کی سی ہے

جو حضور کا حکم ہو مین خدمت کے لیے حاضر ہوں - اگرچہ آج تک مجھکو اس بے ڈھنگے پن سے کسی نے طلب نہین کیا تھا -

نواب صاحب - اوہو مین سمجھ گیا اس طلسمی کتاب کا منتر بالکل صحیح ہے -

شیطان - یہ جناب کا محض خیال ہی خیال ہے - درحقیقت یہ "ما قال" اور من قال" کا معاملہ ہے - یہان اس سے بحث نہین کہ "آپ کون ہین اور آپ کیا کہہ رہے ہین - بلکہ غرض اس سے ہے کہ "آپ کیا کہہ رہے ہین - اور آپ کی نیت کیا ہے "!

جس طرح مادی دنیا کی تمام قوتین انما الاعمال بالنیات پر قائم ہین اسی طرح روحانی دنیا کے بھی تمام آئین و قوانین وضع ہوئے ہین - مین آپ کی نیت اور ارادے کے زور سے حاضر ہوا ہون ورنہ وہ دیوار پر کھنچے ہوئے بالکل بیکار نقوش ہین وہ تو اقلیدس کی ایک شکل ہے -

نواب - لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسا مین تم کو سمجھتا تھا ویسے تم نظر نہین آئے -

شیطان - آپ نے سنا ہوگا کہ "جیسی روح ویسے فرشتے" جیسی صورت ہوتی ہے ویسی ہی آئینہ مین نظر آتی ہے مین آپ کی تمثیل خیالی کا پیکر مجسم ہون

نواب - مین نہین سمجھا - سوال یہ ہے کہ تم میری صورت بن کر کیون آئے ہو -

شیطان - عرض تو کرتا ہون کہ نہ مین آپ کی صورت ہون نہ اور کسی کی - مین نہ آپ کے ذہن مین آسکتا ہون نہ قیاس مین - جو شکل مین وقت پر مناسب سمجھتا ہون وہ اختیار کر لیتا ہون - انسان فانی اپنے سے زیادہ حسین، اپنے سے زیادہ عقلمند اور اپنے سے زیادہ مرد خواہ مخواہ کسی اور کو نہین سمجھتا - اس لئے چونکہ مجھ کو آپ نے طلب کیا تھا مین نے بھی وہی شکل وصورت اختیار کی جو آپ کے نزدیک بہترین تھی - یعنی خاص آپ کی صورت بن کر آیا -

میری مرید تو دنیا بھر ہے لیکن مین خود بہت کم آدمیون کا مرید ہون - عورت کی صورت مین بہت کم اختیار کرتا ہون کیونکہ وہ تقریباً سب میری مرید ہین -

نواب - مین یقین کرتا ہون کہ آپ مجھ سے ناخوش ہوگئے ہون گے کیونکہ مین نے آپ کے دوست بوڑھے حاجی کا خاتمہ کر دیا -

شیطان - توبہ کیجئے، وہ بیچارہ مجھ سے کچھ تعلق نہین رکھتا تھا - وہ تو ایک بیوقوف مولوی تھا - آپ نے اگر اوس کو قتل کرا دیا تو آپ گھبرائین نہین - دوزخ بہت وسیع مقام ہے - اور مین آپ کی وہان جانے کے لئے نہایت کشادہ دلی سے سفارش کرون گا جنت کے دروازے بہت کم کھلتے ہین - کیونکہ لوگون مین ایسے بہت ہی کم آدمی ہوتے ہین جو وہان جانے کے مستحق ہون - اور جب سے آدمی کا شیطان آدمی بن گیا ہے اوس وقت سے مین آرام سے رہتا ہون ور آنندگے

تا رہتا ہون۔ خود آپ صاحبان ہی میرا کام انجام دے لیتے ہیں۔ اس نے آنکلیف کرنے کی ضرورت نہین پڑتی۔

نواب صاحب یہ باتین سن کر کسی قدر پشیمان ہوئے۔ شیطان کا اون کی تشبیہ اختیار کرنا اون کو سخت ناگوار تھا۔ اور دوزخ کی سفارش تو نہایت ہی شاق گذرتی تھی۔

لیکن یہان تو بقول لالہ صاحبان۔

ٹکر ٹکر دیدم دم نہ کشیدم

والا معاملہ تھا۔ جب ابلیس پر تلبیس نے نواب صاحب کو اس طرح دم بخود دیکھا تو وہ دل ہی مین مسکرایا اور بولا۔

شیطان ۔ حضور یہ تو فرمایئے کہ مین کس خدمت کے لئے طلب کیا گیا ہون مین آپ کے طلب فرماتے ہی بہت عجلت سے آیا ہون۔ کیونکہ حضور کا طلبی نامہ غیر متوقع تھا مجھ کو سان وگمان تک نہ تھا کہ مجھ کو آپ طلب فرمائین گے۔

نواب صاحب ۔ لوگ میری نسبت بہت کچھ پیگوئیان کرتے ہین مجھکو شیطان زادہ کہتے ہین۔ کیا واقعی آپ کا مجھ پر کچھ اثر ہے۔

شیطان اوہ۔ لوگون کو بکنے دیجئے۔

نواب صاحب ۔ پھر جب مین نے ہنونٹ راؤ دیش پانڈے کی طرف ہیک نگاہ قہر دیکھا تھا تو وہ کیون مرگیا۔

شیطان ۔ مین نہین عرض کرسکتا۔ میرے یہان اس کی رپورٹ نہین ہوئی۔ حضور نواب صاحب ہمارے یہان ایسی باتون کی قطعی پروا نہین کی جاتی ہمارے محکمہ مین صرف گناہون کی پرسش ہوتی ہے۔ تو ہماتا کو کوئی نہین پوچھتا خیر اب یہ فرمایئے کہ مجھ کو آپ نے کیون طلب فرمایا ہے۔ حکم دیجئے مین آپ کی

کیا خدمت انجام دوں۔

نواب صاحب کو خدمت و دولت کا کچھ بھی خیال نہ تھا۔ اون کے پاس دولت بے اندازہ تھی۔ وہ صاحب شوکت و حشمت تھے۔ ہر طرف اون کا طوطی بول رہا تھا۔

الغرض وہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بے نیاز تھے۔ پھر وہ شیطان سے طلب کرتے تو کیا کرتے۔ آخر کار سوچتے سوچتے خیال آیا کہ باوجود اس دولت و حشمت کے یہ بہت ممکن ہے کہ اون کی عمر وفا نہ کرے اور وہ تمام دھن دولت چھوڑ کر قبل از وقت دنیا سے سدھار جائیں۔ بس یہ خیال آتے ہی نواب صاحب گھبرا کر کانپ اٹھے۔ اور شیطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

نواب صاحب۔ حیات جاوید کی بابت آپ کی کیا رائے ہے۔

شیطان یہ سوال سن کر کچھ سوچنے لگا۔ اور سر کھجا کر بولا

شیطان۔ یہ فرمائش تو بڑی زبردست ہے۔ ہو نہ ہو یہ حیات جاوید آپ کے لئے بلائے جان ثابت ہوگی۔ کیونکہ آپ کے قویٰ تو بہت جلد جواب دیدینگے اور آپ گوشت کا ایک بیجان لوتھڑا بن جائیں گے۔ اور آپ کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہ رہے گا کہ پڑے پڑے چارپائیاں توڑا کریں۔ اور یہ زندگی آپ کے لئے موت سے بدتر ہوگی۔ اس لئے میرے خیال میں حیات جاودانی کی آرزو قطعی فضول ہے۔ دیکھئے میں خود آپ کے لئے کچھ تجویز کرتا ہوں ذرا سوچ کر۔ اچھا تو میں آپ کو ایک عمدہ موقع دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد آپ پھر جی اٹھیں گے۔ اور جئینگے بھی تو جوان ہو کر۔ کیا آپ اس کو پسند کریں گے۔

نواب صاحب۔ اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

شیطان - منظور ہے؟

نواب صاحب - یقیناً منظور ہے -

شیطان - اچھا تو سنیے! کل ٹھیک دو پہر کے وقت آپ اپنے محل کے تہ خانہ میں اتر جائیے - دروازہ میں داخل ہوتے ہی داہنی طرف جائیے - کمرہ کے آخر میں جو بائیں جانب گوشہ ہے وہاں آپ کو ایک سر بمہر کنستر ملے گا - اس کنستر کو آپ بحفاظت تمام اپنے پاس رکھیں - جب آپ انتقال کرنے لگیں تو آپ اپنے سب سے قریبی وارث کو یہ وصیت کریں کہ وہ اس چیز کو جو اس شیشے میں ہے احتیاط کے ساتھ آپ کے جسم پر مل کر جذب کر دے - بس آپ فوراً بیس برس کے نوجوان بن کر زندہ ہو جائیں گے - لیکن اس میں ایک ضروری شرط یہ ہے کہ آپ کے وارث کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یہ صحیح طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے ملنے سے آپ زندہ ہو جائیں گے - بس یہی ایک بات اس میں قسمت آزمائی کی ہے - اگر آپ کے وارث نے آپ کو زندہ نہ کیا تو سمجھ لیجیے آپ مرے ہوئے اور اگر زندہ کر دیا تو میں آپ کا غلام بن گیا - اس حیات ثانیہ میں آپ کو تو یہ استفادہ کرنے کا پھر موقع مل سکے گا اور آپ کے لئے جنت کے دروازے کھل سکیں گے -

نواب صاحب - (کچھ سوچ کر) لیکن میرا وارث مجھکو زندہ کرنا پسند بھی کرے گا یا نہیں؟

شیطان - حضور نواب صاحب خاندانی تعلقات کا خیال فرمائیے اور دیکھیے کہ اولاد اپنے باپ سے محبت کرتی ہے یا نہیں - بہر حال ان باتوں کا سمجھ لینا آپ کا کام ہے مجھ سے ان کو کوئی تعلق نہیں - مجھ کو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا - اب آپ جانیں اور آپ کا کام -

یہ کہتے ہی شیطان غائب ہوگیا۔ نواب صاحب کو بیدار ہوتے ہی یہ خیال آیا کہ وہ شیطان سے عرصہ دراز تک باتین کرتے رہے ہین لیکن گفت و شنید کی تفصیلات ذہن سے محو ہوچکی تھین۔ صبح کو جب آنکھ کھلی تو وہ سردی کے مارے کانپ رہے تھے۔ اون کو یاد تھا کہ انھون نے دیوار پر کوئی شکل کھینچی تھی۔ لیکن آنکھ اوٹھا کر دیکھا تو شکل مٹی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ شیطان اپنی آمد کی کوئی علامت چھوڑنا پسند نہ کرتا تھا۔

باب چوتھا

آبحیات شیطانی

اگلے روز حسب الہدایت شیطان علیہ اللعن نواب صاحب نے دوپہر کے وقت گھوڑا طلب کیا اور چند خادمون کو ساتھ لے کر رحمن گڈھی کے اوس پرانے محل مین پہونچے جو اوس خاندان کے مورث اعلیٰ کا بنایا ہوا تھا محل مین پہونچ کر کنجیون کا گچھا محلدار سے طلب کیا اور ایک دستی مشعل کے ذریعہ سے تہخانہ مین داخل ہوے۔ لیکن تاریک اور مرطوب تہخانہ مین گھستے ہوے نواب صاحب کا دل ضرور دھڑک رہا تھا۔

کہنے کو نواب صاحب ۲۰ برس کے جوان ہو گئے تھے لیکن خدا کے فضل سے سمجھ بوجھ ابھی تک اتنی ہی تھی کہ آپ دلسے بائین مین خاک تمیز

نہ کر سکتے تھے۔ کبھی اگر چپ و راست کا خیال آجاتا تھا تو آپ اس ہاتھ کو داہنا سمجھتے تھے جس سے کھانا کھاتے تھے اور دوسرے کو بایان جانتے تھے دوسرے ابھی تک رات کی شراب نوشی کا خمار نواب صاحب کے دماغ سے زائل نہین ہوا تھا۔ الغرض تہخانہ مین اوترتے ہی آپ شیطان کی ہدایات کو بھول گئے اور داہنی طرف جانے کے بجائے آپ ناک کی سیدھ بائین تہخانہ مین جا گھسے۔ اور اس پر بھی یہ غضب کیا کہ بائین گوشہ کے بجائے آب حیات کا کنسٹر دلہنے گوشہ مین تلاش کرنے لگے۔ لیکن شیطان کو ایسی چھوٹی چھوٹی باتون کی چندان پروا نہین تھی اور وہ ایسی معمولی فروگذاشت پر اپنے شکار کو ہاتھ سے جانے نہ دے سکتا تھا چنانچہ جہان نواب صاحب کھڑے ہوے تھے وہین ایک گوشہ مین کنسٹر رکھدیا گیا۔ جس کو نواب صاحب نے دیکھ کر نہایت شوق سے بغل مین دبایا۔ یہ پرانے زمانے کا بلوری شیشہ تھا جس کا منھ موم سے سربھر تھا۔

الغرض شیشہ لے کر نواب صاحب خوشی خوشی اپنے جدید محل کو واپس آئے اور اوس کو لاکر نہایت احتیاط کے ساتھ آہنی الماری کے ایک مخفی خانہ مین مقفل کردیا۔

اب تک نواب صاحب کو رات کی شیطانی باتون کا کچھ یقین نہین تھا۔ لیکن کنسٹر مل جانے سے وہ اوس کی تمام باتون پر ہدایت وحدیث سمجھکر ایمان لے آئے۔ اور پہلے جو یہ خیال تھا کہ شاید رات کے وقت خواب دیکھا وہ دل سے جاتا رہا۔ اب جبکہ آب حیات کا شیشہ قبضہ مین آچکا تھا تو شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہین رہی تھی۔

لیکن اب ایک دوسری مشکل پیدا ہوئی اور وہ یہ کہ نواب صاحب

گو آب حیات کا شیشہ تو ٹوٹ گیا تھا لیکن اوس کے ساتھ ہی ایک وارث مال و دولت کی ضرورت پڑی جس کے ہاتھوں آب حیات لگایا جانا مقدر ہو چکا تھا۔ نواب صاحب کی پہلی بیوی لاولد مر چکی تھی اور اب وہ فرد تھے نہ کوئی آگے تھا نہ پیچھے اور نہ نام لیوا نہ پانی دیوا۔ اس خیال سے نواب صاحب کو بہت رنج ہوا۔ اور شادی کی فکریں ہونے لگیں۔

کیونکہ بغیر درخت کے پھل کہاں اور بغیر بیوی کے اولاد کہاں۔ بیوی کی فکر کے بعد ایک اور خیال دل میں آیا یعنی اون کا وارث لڑکا ہونا چاہیئے یا لڑکی ہ۔ خود اپنی زندگی پر نظر باز دید ڈال کر نواب صاحب کو کچھ مایوسی ہونے لگی اور حیات ثانیہ کا موقع موہوم نظر آنے لگا۔ سمجھے کہ شیطان نے اون کو نچا رکھا ہے۔ سوچتے سوچتے اون کے ذہن میں آیا کہ لڑکا ہمیشہ بیوفا ثابت ہوتا ہے اور لڑکیاں اکثر اپنے باپ اور بھائی پر جان دیتی ہیں۔ اس لئے اون کا وارث بیٹا نہیں بلکہ بیٹی ہونا چاہیئے۔

جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ نواب صاحب دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو دور دور سے بات آنے لگی۔ کوئی کہتا تھا کہ نواب صاحب جیسے خود حسین ہیں ویسی ہی حسین جمیل بیوی بھی پسند کرینگے کوئی کہتا تھا کہ اپنے جیسے بڑے گھر کو دیکھیں گے الغرض جس قدر باتیں آئیں وہ سب نواب صاحب نے نامنظور کر دیں۔ اور شادی کی بھی تو کس سے کی نواب چھبن کی دق زدہ لڑکی سے۔ ممکن ہے نواب صاحب نے اس میں کوئی مصلحت سوچی ہو لیکن عام طور پر لوگوں کو کمال حیرانی تھی۔ مختصر چٹ روٹی پٹ دال۔ یعنی چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو کر چاند سی دولھن گھر میں آگئی۔

گرچہ لوگوں کو عام طور پر اس شادی بیاہ اور سنجوگ سے حیرانی تھی لیکن

نواب صاحب [illegible] مصلحت سوچی تھی وہ ان کی بہت بڑی دور اندیشی پر [illegible] صاحب کے پانچ بہنیں اور بھین اور نواب کی ساس بھی آٹھ بہنوں میں سے ایک تھی۔ گویا یہ سسرال کیا تھی دختر ساز یا دختر زاد کارخانہ تھا۔ اور نواب صاحب کو یقین کامل تھا کہ جن کی نانی اور ماں نے اتنی ضرورت سے زیادہ بیٹیاں جنی ہیں وہ بھی ضرور بیٹی ہی جنیگی۔ لیکن ابھی اس بات کا اطمینان کامل طور پر نہیں ہو سکا تھا۔

خدا خدا کر کے آثار حمل نظر آئے تو نواب صاحب لڑکی کی فکر میں ناگپور تشریف لے گئے۔ اور عاملوں اور سیانوں کو تلاش کرنے لگے۔ مثل مشہور ہے کہ جوئندہ یابندہ۔

منگل واری میں ایک ایسے ہی مولوی صاحب مل گئے جو تعویذ و عملیات میں زبردست شہرہ رکھتے تھے۔ محلہ گنگا جمنا کی بہت سی رنڈیاں بھی آپ کی مرید تھیں۔ اور آپ کے ایجنٹ اچھے خاصے صوفی بنے ہوئے ادھر ادھر شکار کی تلاش میں پھرا کرتے تھے۔

ان مولوی صاحب کا اسم مبارک

"مولانا مولوی حکیم حاجی قاری حافظ شاہ سید بدھو قادری نقش بندی سہروردی وغیرہ وغیرہ"

تھا۔

آپ کا شہرہ تھا کہ آپ ماں کے پیٹ میں بھی بچہ کو بدل دیتے ہیں یعنی لڑکے کو لڑکی اور لڑکی کو لڑکا بنا دیتے ہیں۔ اگر کسی رنڈی کو ضرورت ہو تو اپنا

تعویز لکھ کر پلا دیئے ہین جس سے تمام عمر حمل ٹھہرنے ہی نہین پاتا۔ آپ کی نسبت لوگون کا یہ خیال تھا کہ آپ کے قبضہ مین بعض جن ہین۔

الغرض جب مولوی صاحب موصوف سے لڑکی کی درخواست کی گئی تو وہ بہت سٹ پٹائے کیونکہ اون کو آج تک لڑکا طلب کرنے والے لوگون سے سابقہ پڑا تھا۔ نواب صاحب ہی پہلے شخص تھے جنھون نے لڑکی کی آرزو کی تھی۔

نواب صاحب موٹی چڑیا تھے۔ ان کی حجامت بنائے بغیر مولوی صاحب کو کیونکر چین آسکتا تھا۔ چنانچہ اونھون نے کچھ نقش اور کچھ گنڈے تیار کئے اور نواب صاحب کو دے کر ہدایت کردی کہ کس طرح ان کا استعمال کیا جائے۔ علاوہ اوس کے ایک چھوٹی سی ڈبیا مین چند گولیان بھی عنایت کین جن کی نسبت فرمایا کہ جس وقت سورج دیوتا کنیا راس مین تھے اوس وقت ان گولیون کو تیار کیا گیا تھا۔ ان کے استعمال سے یقیناً لڑکی پیدا ہوگی۔ اس طرح نواب صاحب سے مولوی صاحب نے پانسو روپیہ لے لیا۔ وہ جانتے تھے کہ لڑکی پیدا ہوگی یا لڑکا صرف دو ہی باتین ہین۔ اگر لڑکی ہوگئی تو نواب صاحب سے اور کچھ بھی اینٹھ لیا جائے گا اور اگر بدقسمتی سے لڑکا پیدا ہوگیا تو ہرج کیا ہے وہ چار ماہ کے لئے کہین باہر کی ہوا کھانا چاہیئے۔

الغرض نواب صاحب گھر کو واپس آئے اور تمام تعویذ گنڈے اور دوا کی ڈبیہ بیگم صاحب کو حوالہ کرکے مناسب طور پر تمام ہدایات سمجھا دین۔ ایک مہینہ کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا گذرا اور اسی طرح نو مہینے پورے ہوگئے۔

آخرکار وضع حمل کا زمانہ آیا۔ ہوشیار ہوشیار دائیان بلائی گئین۔ بیگم صاحب کے

خدا خدا کر کے ہاتھو پیر چھوٹے اور اُنھوں نے ایک خوبصورت اور توانا بچہ کا دنیا مین اضافہ کردیا۔ لیکن یہ طبقۂ ذکور سے تعلق رکھتا تھا۔

جسوقت لڑکے کے ہونے کی خبر نواب صاحب کو پہونچی تو وہ بہت بگڑے اور ناگپور والے مولوی صاحب کو لاکھون بے نقط سنائین۔ فوراً ناگپور پہونچے اور عامل صاحب کی تلاش کی لیکن معلوم ہوا کہ وہ لڑکا پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی کہین باہر کو چلدیے تھے۔

پھر درویش برجان درویش نواب صاحب نہایت کبیدہ خاطر واپس آئے اور اُس لڑکے کو کوسنے لگے۔ لیکن خدا کی مرضی مین کسی کو کیا دخل ہوسکتا ہے صبر کر کے بیٹھ رہے۔ لیکن لڑکی پیدا ہونے کی لو لگی رہی

نواب صاحب کے ان بیگم صاحب سے کئی ایک بچے پیدا ہوے۔ اور آخر مین خدا نے ایک چندے آفتاب اور چندے ماہتاب لڑکی کا منھ بھی دکھایا جس کو نواب صاحب نے نہایت ناز و نعم سے پرورش کرنا شروع کیا۔ خدا کی مرضی مین کسی کو دخل ممکن نہین۔ جتنے لڑکے تھے وہ سب تھوڑی تھوڑی عمر مین مر گئے۔ بیگم صاحبہ بھی خدا گنج سدھارین اور اب صرف نواب صاحب اور اُن کی صاحبزادی زبیدہ خاتون زندہ رہ گئے۔

باب ۵ پانچوان

نوشتۂ تقدیر

نواب چھجو میان اسوقت بستر مرگ پر پڑے ہوئے ہین تمام محل مین رنج وغم کا سمان طاری ہے اور زبیدہ خاتون باپ کے سرہانے بیٹھی ہوئی منھ مین شربت ڈال رہی ہے نواب صاحب کا ایک مقصد پورا ہو چکا تھا یعنی اُن کی وارث مال ودولت صرف یہی ایک لڑکی رہ گئی تھی۔

زبیدہ خاتون خیر سے دیکھنے کے قابل اور جوان ہو گئی تھی لیکن نواب صاحب نے اس کی شادی کرنا کہین پسند نہ کیا تھا زبیدہ خاتون بہت نیک اور باشعور لڑکی تھی اور اپنے والد کی بیحد اطاعت اور محبت کرتی تھی نواب صاحب کو کامل امید تھی کہ اُن کی بیٹی اُن کی وصیت پر پوری طرح عمل کرے گی۔

اب وقت آخر تھا۔ نواب صاحب نے مخنی آواز مین زبیدہ خاتون سے کہا۔

نواب صاحب۔ بیٹی زبیدہ!

زبیدہ خاتون۔ ہان اباجان! مین حاضر ہون!

نواب صاحب۔ بیٹی اب میرا وقت نزع ہے۔ کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟۔

زبیدہ۔ یہ سوال تو اباجان قطعی فضول ہے۔ ایسی کون سی بیٹی ہے جو

اپنے والد سے محبت نہین کرتی ہو۔
نواب صاحب ۔ اگر بیٹی مین دو بارہ زندہ ہو جاؤن تو تمھارے ساتھ عمدہ سلوک کرون۔

یہ سن کر زبید خاتون رونے لگی۔
نواب صاحب ۔ زبیدہ! وہ آہنی الماری کھلواؤ اسکے فلان خانہ مین تم کو ایک سر بمہر شیشہ ملے گا وہ احتیاط کے ساتھ نکالکر یہان لاؤ۔
لڑکی نے فوراً باپ کے حکم کی تعمیل کی اور شیشہ سامنے رکھکر مزید حکم کا انتظار کرنے لگی۔
نواب صاحب :۔ زبیدہ خاتون تم قسم کھاؤ۔ کہ میرے کہنے پر عمل کرو گی۔
زبیدہ خاتون نے قسم کھائی اور حیرت سے باپ کا منھ تکنے لگی کہ دیکھے کیا حکم ہوتا ہے۔
نواب صاحب ۔ دیکھو اس سر بمہر شیشہ مین آبحیات ہے۔ یہ مجھکو ایک بڑے بزرگ اور نیک شخص نے دیا تھا۔ سنو! جب میرا انتقال ہو جائے تو تم اس مین سے عرق نکالکر میرے جسم پر ملنا۔ مین فوراً زندہ ہو جاؤن گا قسم کھاؤ!! کہ مین ضرور تعمیل کرون گی۔
زبیدہ خاتون روتے روتے بیقرار ہو گئی اور صرف سر ہلا کر اثبات مین جواب دے سکی۔ نواب صاحب کا تنفس بڑھ گیا تھا۔ مولانا بو بکر شاہ تشریف لا کر سورۂ یٰسین تلاوت فرمانے لگے اور اس طرح نواب چھپن سہان کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔
اسکے بعد زبید خاتون نے ہر شخص کو لاش کے پاس سے علٰحدہ کر دیا

متعلق کسی کے سامنے ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکلا تھا لیکن کسی کمبخت نے رات کو جاکر دفن ہونے سے دو روز بعد نواب صاحب کی قبر کو کھود ڈالا اور وہ شیشہ اُسمین سے نکال لیگیا ہر چند تحقیقات کی گئی لیکن اس فعل ناشایستہ کا کہین پتہ نہ چلا۔

وہ نقلی شیشہ جسمین بوبک نے اصلی آبحیات اُنڈیل لیا تھا عرصۂ دراز تک مسجد کے حجرہ مین مولوی صاحب کے صندوق کے اندر مقفل رکھا رہا۔ مولوی صاحب اب ضعیف ہوگئے تھے اور اُن کو بھی قبر کا مُنھ دکھائی دینے لگا تھا۔ لیکن وہ اس خیال سے بہت خوش تھے کہ اُنھون نے آبحیات بچا لیا اور اب اُس سے کام لیکر وہ پھر زندہ ہو جائینگے۔

الغرض جون جون مولوی صاحب کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا اون کو شیشہ آب حیات سے محبت بڑھتی جاتی تھی۔ حالانکہ مولوی صاحب اپنی زندگی مین دنیا کی نشتر گردشین دیکھ چکے تھے لیکن دوبارہ جوان ہوکر جی اُٹھنے کا اُنکو بھی شوق چرا رہا تھا ہائے دنیا!

اتفاق کی بات مولوی بوبک صاحب بھی ایک روز مرض الموت مین گرفتار ہوگئے۔ جسکی وجہ یہ ہوئی کہ کسی کے یہان ضیافت مین مدعو ہوے تھے۔ کھانا لذیذ اور بکثرت تھا اگرچہ مولوی صاحب جانتے تھے کہ پیٹ اپنا ہے لیکن کھانا دوسرے کا سمجھکر خوب ہلا ہلا کر توند بھری اور رکابی سے ہاتھ محض اُسوقت اُٹھایا جب پیٹ مین سانس لینے تک کی گنجایش باقی نہ رہی۔ اس پرخوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ بوڑھی آنتین ہضم نہ کرسکین اور مولوی صاحب کو ہیضہ ہوگیا مولوی صاحب کو یقین ہوگیا کہ اب وہ زندہ نہین بچ سکتے چنانچہ اسی عالم یاس مین اُنھون نے اپنے ایک شاگرد رشید اور مرید فرید کو بستر مرگ پر طلب کرکے فرمایا۔

مولوی بوبک۔ بیٹا اس صندوق مین ایک شیشہ ہے جب مین مرجاؤن تو تم اسکو

نکالکر تمام عرق میرے جسم پر مل دینا۔
مرید نے وعدہ کیا اور مولوی صاحب زندہ ہو کر بیس برس کے جوان بننے کی آرزو لیکر ملک عدم کو سدھارے۔

شاگرد رشید لاش کے پاس حجرہ مین تنہا بیٹھے تھے۔ انھون نے چابیون کا گچھا لیکر صندوق کھولا اور اُس مین سے شیشہ آبحیات نکالکر خوب غور سے دیکھا۔ عرق بحفاظت تمام موجود تھا۔ مولوی صاحب نے مرتے وقت شاگرد رشید سے فرمایا تھا کہ اس شیشہ مین آب زمزم ہے جس کو لاش پر لگانے سے ثواب ہوگا۔ شاگرد صاحب نے جو کاگ کھولا تو شیشہ کے اندر سے ایسی خوشبو آئی کہ وہ بیقرار ہو گئے منھ مین پانی بھر آیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس مین آب زمزم نہین بلکہ کوئی اور عمدہ چیز ہے۔ اُس نے بوتل کے مُنھ سے کاگ نکالکر سونگھا تو معلوم ہوا کہ کوئی تیز خوشبودار شربت ہے۔ خوشبو عمدہ ہونیکی وجہ سے شربت کو چکھنے کا شوق دامنگیر ہوا۔
شاگرد صاحب نے فوراً بوتل سے منھ لگا دیا اور نصف کے قریب عرق چڑھا گئے۔ شربت کسی قدر تیز۔ زیادہ دیون کا اور تلخ معلوم ہوا لیکن خوشبو دلفریب تھی۔
تھوڑی دیر بعد شاگرد صاحب کا دماغ گرم ہونے لگا۔ آنکھون مین سرخی اور چہرے پر رونق آنے لگی۔ تھوڑا سا عرق پینے کو اور جی چاہا۔ دل مین سوچا لاش پر چھڑکنے کو صرف دو چار بوندین تبرکاً کافی ہون گی۔
یہ خیال دل مین لاتے ہی اُس نے پھر بوتل کا مُنھ لبون سے لگایا اور قریب قریب تمام بوتل چڑھا گیا۔

اُس روز صبح کو مسجد مین اذان کی آواز سنی گئی نہ مولوی صاحب اور اُن کے شاگرد رشید کی صورت دیکھی گئی۔ نمازیون کو تعجب ہوئی ہر چند حجرہ کے سامنے مولوی صاحب! مولوی صاحب! کہہ کہہ کر آواز دی گئی لیکن جواب نہ آیا

مجبور ہو کر نمازیون نے حجرہ کا دروازہ توڑا اور اندر جا کر دیکھا تو مولوی صاحب تو خدا گنج کا ٹکٹ لے چکے تھے اور اُن کے شاگرد رشید برانڈی کے نشہ مین مدہوش پڑے ہوے ہین ایک طرف شیشہ ٹوٹا پڑا ہے اور دوسری طرف مرید صاحب لڑھک رہے ہین تمام حجرہ مین شراب کی بو پھیلی ہوئی ہے سب نے پکڑ کر مولوی صاحب کی لاش باہر نکالی۔ اور شاگرد کی بھی ٹانگین پکڑ کر باہر گھسیٹا اور غور سے دیکھا تو دونون کی پیشانی پہ سیاہی سے حسب ذیل الفاظ لکھے تھے :-

"شیطان کے ناخریدہ غلام"

والسلام کلام

ہر قسم کے ناول

ہم سے طلب کیجئے

منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

آثار سانچی

بھوپال کے قریب سانچی نامی ایک تاریخی مشہور مقام ہے وہاں کے مناظر ایسے حد درجہ دلفریب ہیں بعض شکستہ عمارات و کھنڈرات میں قدیم نقاشی اور فن مصوری کے جو نمونے پائے جاتے ہیں انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ زمانۂ گزشتہ میں کیسے کیسے ماہرین فن موجود تھے۔ بودھ مذہب کے صدہا گنبد اور مینار وہاں موجود ہیں۔ جناب ارشد تھانوی نے وہاں کی سیر سے لطف اندوز ہو کر وہاں کے تاریخی حالات اور نقش و نگار کو اپنے مخصوص شاعرانہ انداز میں صفحات کاغذ پر نمایاں کیا ہے۔ کتاب مصنف کی طبعزاد نظم اور تصاویر سے آراستہ ہے محاورات کی شستگی اور الفاظ کی تراش خراش خاص طور پر قابل قدر ہے۔ "نزہت گاہ ہستی کی دلفریبیاں انسان کو کبھی نچلا نہیں بیٹھنے دیتیں" قیمت ۴ر

خنجر تسلیم

واقعۂ شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے اسرار و حقائق۔ ہندوستان کے برگزیدہ اور منتخب انشا پردازوں کے قلم سے نہایت ہی دلپسند انداز میں بیان کیے گئے ہیں اور خاندان نبوت کے اخلاقی و مذہبی خط و خال کربلا کے مستند تاریخی واقعات تمام مضامین عالمانہ اور فلسفیانہ ہیں نثر کے ساتھ نظم کے جواہر ریزوں سے بھی اس مجموعہ کو زینت دی گئی ہے اور عزائے محرم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ذکر شہادت کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے بہترین چیز ہے ٹائیٹل دلفریب نقاب پوش قیمت ۸ر

پتہ:۔ صدیقی بکڈپو لکھنؤ

مسٹر محمد علی کا مقدمہ

جس میں مولانا محمد علی اڈیٹر "ہمدرد" و "کامریڈ" دہلی کے اس مشہور و معروف مقدمہ کی مفصل کیفیت مع فیصلہ ججان عدالت عالیہ کلکتہ درج کی گئی ہے جو رسالہ موسومہ "مقدونیہ میں آذا" ور ہماری مدد" کے خلاف ایکٹ پریس میں دائر ہوا تھا جس نے اپنی اہم نوعیت کی وجہ سے اخباری دنیا میں سنسنی پیدا کر دی تھی اور جس کے ذریعہ سے قانون مطابع ہند مجریہ ۱۹۱۰ء کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور عجیب و غریب باطنی رموز کا اظہار ہوا ہے - قانون دان حضرات کے لیے مفید ہے قیمت ۸؍

جذبات اوج

جناب مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب اوج کا نام ادبی دنیا میں تعارف کا محتاج نہیں آپ نے سنہ ۱۹[illegible]ء سے اب تک مختلف جذبات [illegible] رسالوں کو [illegible] نظم سے زینت دی۔ غزل کے میدان سے نکل کر نیچرل [illegible] کلام موجودہ زمانے کی اردو [illegible] محاورات کا استعمال جدید تشبیہات اور استعارات کا [illegible] خواہش کے ساتھ نباہنا آپ ہی کا حصہ ہے [illegible] جلوہ صبح - بہار صبح - گور غریبان وغیرہ قیمت [illegible]

نظام حیات انسانی

اخلاق اور اصول اخلاق پر بے نظیر کتاب ہے بہت ہی دلنشین پیرایہ میں انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کامیاب زندگی کی طرف رہنمائی کی گئی ہے اخلاق و عادات کا مصلح - قیمت ۸؍

پتہ : صدیق بکڈپو لکھنؤ